7/25

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

حمیدؔ صدیقی لکھنوی

حسرتِ شوق

ہم اب کی بار دیارِ نبیؐ میں جا نہ سکے
جو چاہتے تھے وُہ دِل کی مُراد پا نہ سکے

وہ خاکِ پاک ان آنکھوں میں ہم لگا نہ سکے
جبینِ شوق کو سجدوں سے جگمگا نہ سکے

حضورِ سرورِ کونین ہم سُنا نہ سکے
وہ دِل کا حال جو لفظ و بیاں میں آ نہ سکے

نیاز و ناز کی راتیں نصیب ہو نہ سکیں
ہم اُن کی بزم میں خلوت کا لطف اٹھا نہ سکے

رہِ حجاز میں ناقے کے ساتھ گام بگام
بذوق و شوق حُدی خواں سے لَے مِلا نہ سکے

جو یادِ خارِ مغیلاں میں رکھتی ہے بے چین
ہم اپنی وہ خلشِ شوق بھی مِٹا نہ سکے

مزے ملے نہ وہ منزل پہ خوابِ شیریں کے
نسیمِ کوچۂ طیبہ کا لُطف اٹھا نہ سکے

جہاں سے ہوتا ہے نظارۂ حریمِ جاں
متاعِ دردِ محبّت وہاں لُٹا نہ سکے

وہ طلعتِ حرمِ پاک وہ تجلّیِ شب
وہ میرے اشکِ ندامت جو جگمگا نہ سکے

بچا بچا کے مہ و مہر کی نگاہوں سے
نظر کو قُبّۂ پُرنور پر جما نہ سکے

نگاہ ڈھونڈتی ہے اُس لطیف جلوے کو
کسی کی چشمِ تصوّر میں بھی جو آ نہ سکے

بغیر نسبتِ دردِ فراقِ دیارِ حبیبؐ
خود اہلِ دل بھی محبّت کا لطف اٹھا نہ سکے

بغیر جلوۂ دیدِ جمالِ پاک حبیبؐ
بڑے بڑے بھی نظر کو حسیں بنا نہ سکے

حمیدؔ پوچھ نہ اس بے نوا کی حسرتِ شوق
زباں بھی فرطِ ندامت سے جو ہلا نہ سکے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روزہ مفت خُدَّامُ الدِّیۡن لاہور

جلد ۷ | ۹ر جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۹۶۱ء | شمارہ ۲۵

محکمہ تعلیمات اور جیل خانجات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

فون ۶۷۵۴۵

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

نوٹ۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔

اداریہ

سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑا ثواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ عَلَيْهَا وَلَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ عَمَلِهٖ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً (الی آخرہ)

ترجمہ۔ جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا بھی اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی جنہوں نے اس پر عمل کیا اور اس سے ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی (اسی طرح) جس کسی نے بُرائی کی بنیاد رکھ دی۔ اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی

حدیث شریف قرآن پاک کی تشریح ہوا کرتی ہے۔ اسی قاعدہ کو رب العزۃ جل وعلا نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ جہاں ہابیل و قابیل کا قصہ ذرا تفصیل سے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے (ہابیل وقابیل) ان دونوں نے (اللہ کے لئے) قربانی کی۔ ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسری کی نہ قبول کی گئی (اس پر مارے حسد کے وہ چڑ کر کہنے لگا) لَاَقْتُلَنَّكَ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صرف تقوی والوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے۔ اگر تم میری طرف قتل کو ہاتھ بڑھاؤ گے۔ تو میں تمہاری طرف قتل کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں میں یہ چاہتا ہوں۔ تو میرے اور اپنے گناہوں کو سمیٹ کر دوزخی بن جائے۔ یہی ظالموں کی سزا ہے۔ اس کے بعد تھوڑی تفصیل ذکر کر کے آگے ارشاد ہوتا

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا

ترجمہ۔ اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ قانون مقرر کر دیا۔ کہ جس نے بغیر کسی قصاص کے کسی آدمی کو قتل کر ڈالا یا زمین میں فساد ڈالنے (کے جرم کے) کے بغیر ایسا کیا تو یہ ایسا ہے کہ اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ (پھر ساتھ ہی تکمیل ضابطہ کے لئے دوسرا حصۂ قانون بھی بتاتے ہوئے فرمایا) اور جس نے ایک جان بھی بچا لی۔ تو جیسے تمام انسانوں کو اس نے زندگی دی۔ (اور سب کی جان بچالی)

یہ آیت کریمہ تشریحی حدیث کے بتاتی ہے۔ کہ انسانی برادری کا سب سے بڑا جرم کیا ہے۔ اور سب سے بڑا کار خیر کیا ہے

انسان کی پیدائش اپنے خالق کی اطاعت و عبادت و حکم برداری کے لئے ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

ترجمہ۔ اور میں نے جن و انس کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

اطاعت کی دو شاخیں ہیں۔ خالق کے حقوق اور اُس کی مخلوق کے حقوق کی بجا آوری مخلوق کی حق تلفی میں سب سے پہلا نمبر قتل ہے۔ جس سے ایک مخلوق کی جان ہی ختم ہو جاتی ہے گویا

خدا تعالیٰ نے بنایا۔ اس نے بگاڑا قتل گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس میں دو جرم ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی۔ کہ حکم کے خلاف ورزی کی دوسرے مخلوق پر ظلم۔ کہ اس کی جان لے لی۔ مخلوق پر ظلم کی سزا قصاص ہے۔ مگر دنیا میں جتنے بھی قتل ہو رہے ہیں۔ یا ہونگے ان کے گناہ میں قابیل برابر کا شریک ہے جس نے اس مجرمانہ طریق کار کی بنیاد رکھی۔

ہم نے یہ ساری تمہید اس لئے بیان کی کہ پاکستان میں مختلف طریقوں سے انسانی جانوں کا جو ضیاع ہو رہا ہے۔ وہ اس قابل ہے۔ کہ ہماری حکومت سب سے پہلی توجہ اس پر مبذول کرکے اس کا انسداد کرے اگر وہ ایسا کرے گی۔ تو آیندہ جتنی جانیں حادثات کے شکار ہونے سے محفوظ ہوں گی۔ ان کے ثواب میں حکومت اور حکام برابر کے شریک ہوں گے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ گزشتہ ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء میں تقریبًا پچاس ساٹھ آدمی ٹریفک کے حادثات میں ہلاک اور کم و بیش دو سو زخمی ہوئے۔ اور یہ تعداد وہ ہے۔ جس کی رپورٹ صوبائی حکومت کو پہنچی۔ اور اخبارات میں شائع ہوئی اگر یہی رفتار جاری رہے۔ تو سالانہ سات آٹھ سو مسلمانوں کا خون ہوگا اور دو اڑھائی ہزار مسلمان زخمی ہونگے۔ اتنا بڑا نقصان تو ملک کے اندر خدا نخواستہ کوئی بدفطرت تخریبی جماعت گوریلا جنگ کرکے بھی نہیں پہنچا سکتی تھی۔ ہم ہندوستانی مسلمانوں کو رو رہے ہیں۔ بے بسی اور بے کسی کے عالم میں حرف استفہام بنے ہوئے ہیں۔ کہ ہم کیا کریں۔ اور کیا نہ کریں۔ وہاں ہمارا بس نہیں چلتا۔ مگر یہ جو مسافروں کی جانوں سے ڈرائیور طبقہ کھیل رہا ہے۔ اس ڈرامے کو ہماری حکومت بند کرسکتی ہے۔ ہم اس کے طریق کار پر بحث نہیں کرتے کیونکہ ٹریفک حکام

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

"شانِ مؤمن"

ساحل صدیقی دیوبندی

ہیں ہاتھ بھی خالی ترا دامن بھی تہی ہے
لیکن تجھے ایمان کی دولت تو ملی ہے

کیوں مردِ مسلمان تری آنکھوں میں نمی ہے
تیرے لئے کس چیز کی دنیا میں کمی ہے

عظمت ہے تری دیکھ ملائک سے فزوں تر
کیا شان مسلمان تری اللہ غنی ہے

کی اپنی حقیقت پہ کبھی تو نے نظر بھی
اُمت میں تو اس کی ہے جو محبوب غنی ہے

پیدا ہوئی تیرے لئے کونین کی ہر شے
تیرے لئے دنیا یہ حقیقت میں بنی ہے

تیرے لئے مہر و مہ و انجم ہیں ضیا بار
یہ روشنی دنیا میں ترے دم سے ہوئی ہے

ہے تو ہی فقط کوثر و تسنیم کا مالک!
پھر تجھ کو بھلا کیوں یہ غم تشنہ لبی ہے

ہیں صحن گلستان میں بہاریں ترے دم سے
کلیوں کو چٹکنے کی ادا تجھ سے ملی ہے

ہے تو ہی فقط باعث شادابیٔ گلشن
تیرے ہی اشاروں پہ صبا جھوم رہی ہے

کیوں گردشِ دوراں سے پریشاں ہے ترا دل
جب سر پہ ترے سایۂ دامان نبیؐ ہے

مانوس نہ ہو جائے زمانے سے کہیں دل
افسردگی طبع یونہی بخشی گئی ہے

ہر غم کو بہ انداز خوشی کرے گوارا
مومن کی تو دنیا میں فقط شان یہی ہے

افلاس پہ کر فخر غریبی پہ ہو نازاں!
معلوم نہیں تجھ کو کہ یہ شان نبیؐ ہے

سینے میں ترے شمع یقیں سے ہے اُجالا
گھبرا نہ زمانے میں اگر تیرہ شبی ہے

مایوس نہ ہو رحمت یزداں سے کبھی تو!
اللہ کے دربار میں کس شے کی کمی ہے

یہ شان ہے مومن کی کہ بیدار رہے دل
اللہ کی رحمت کا طلبگار رہے دل

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ار جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

انسان اپنے کام سے پرکھا جاتا ہے

نام سے نہیں

پہلی چیز اپنے احباب کو جو اس مجلس میں شامل ہونے والے ہیں۔ خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا ہے۔

حدیث میں پہلے بھی سنا چکا ہوں کہ ملائکہ عظام سڑکوں پر ذکر الٰہی کی مجالس کی تلاش میں شمالاً جنوباً پھرتے رہتے ہیں۔ جہاں کہیں کوئی حلقہ ذکر پاتے ہیں۔ تو دوسروں کو بلاتے ہیں۔ اور اس مجلس ذکر کو گھیرے ہیں لے کر آسمان پر اللہ تعالیٰ کے پاس جا پہنچتے ہیں حاصل اس حدیث کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سب حاضرین مجلس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے اور اس معرفت کے تحفہ کو ہمیشہ قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ صوفیائے کرام کے چار خاندان ہیں۔ سہروردی۔ چشتی۔ نقشبندی اور قادری۔ ان سب کا طریقہ کار کسی قدر الگ ہے۔ مگر مقصود سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی رضا الٰہی۔ ہمارا حلقہ ذکر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے چلا آرہا ہے۔ میرے حضرت کے ہزاروں مرید تھے۔ میرا خاندان قادری ہے۔ میں دوسرے طریقے والے بزرگوں کو بھی حق پر سمجھتا ہوں۔ آج ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔ (سورۃ ملک پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی کو بنایا۔ تاکہ دیکھے کہ کون تم میں اچھے کام کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ قرآن اور اس کی شرح ہے۔ حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کون! کتاب و سنت کے علم کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور کون نہیں کرتا یاد رکھو۔ کہ جس علم کے ساتھ عمل نہیں ہے۔ وہ ایسا ہے۔ جیسے اونٹ پر دفتر بوریوں کو لاد دئے جائیں قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اقیموا الصلوٰۃ۔ ترجمہ (نماز قائم کرو) ہمیں کیا پتہ کہ نماز کیا ہوتی ہے اور کیسے پڑھنی چاہئے۔ چنانچہ اللہ (تعالیٰ) فرماتے ہیں۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ حکم میرا مانو۔ اور طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرو۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ اُس طرح نماز پڑھو۔ غرض یہ کہ بغیر حدیث شریف کے قرآن سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی اس پر عمل ہوسکتا ہے۔ اسی لئے میں جرأت سے کہا کرتا ہوں کہ جو منکر حدیث ہے۔ وہ منکر قرآن ہے۔ اور جو منکر قرآن ہے۔ وہ خارج از اسلام ہے۔ یعنی بے ایمان ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اپناؤ۔ اب اگر حدیث کو چھوڑیں گے۔ تو قرآن کو کس طرح اپنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ اعمال کو دیکھتا ہے۔ نہ کہ اشکال کو۔

یاد رکھو۔ کہ عالم اگر بے عمل ہے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول نہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کامل اور مقبول وہ ہے۔ جو عمل کرتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ

ترجمہ۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ۔ نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔

جو ان کو نہیں مانتے۔ وہ سب بے ایمان ہیں۔ ان سب پر عمل کرنے کا نام اسلام ہے۔ اگر عالم نماز نہیں پڑھتا۔ تو اُس جاہل سے بدتر ہے جو تھوڑا علم رکھتا ہے۔ لیکن نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہے۔ اگر کوئی مولوی فاضل یا فارغ التحصیل عمل میں قاصر ہیں۔ تو یہ دونوں گدھے ہیں ان سے جاہل باعمل اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸)

یہودیوں کو تورات دی گئی۔ لیکن اُنھوں نے اُن پر عمل نہ کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اُن کو گدھا فرمایا۔ اسی طرح قرآن مجید اور حدیث شریف کے عالم اگر عمل نہیں کریں گے۔ تو کتاب وسنت کی رو سے وہ گدھے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ

ترجمہ۔ جس نے نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا۔ پس تحقیق وہ کافر ہوگیا۔

اس طرح جو روزہ جان بوجھ کر نہ رکھے۔ حج توفیق ہونے کے بعد نہ کرے۔ اگر مال ہو۔ تو زکوٰۃ نہ دے۔ تو وہ سب کافر ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی بڑے عالم کیوں نہ ہوں۔ اگر بی۔ اے ایم اے نماز نہیں پڑھتے۔ تو وہ سب بے ایمان ہیں۔

سنو۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ اگر تم اپنا نام بادھو سنگھ۔ گنگا رام رکھواؤ۔ نماز پنجگانہ ادا کرو۔ زکوٰۃ پائی پائی گن کے دو۔ حج فرض ہے۔ تو کر کے آؤ۔ روزے رمضان کے تیسوں رکھو۔ تو میں فتویٰ دیتا ہوں۔ کہ تم پکے مسلمان ہو۔

اگر کوئی اپنا نام محمد دین۔ عبداللہ جان۔ اللہ رکھا۔ محمد جان رکھوائے نماز ایک نہ پڑھنے پائے۔ حج فرض ہے تو نہ کر کے آئے۔ روزہ ایک نہ رکھے۔ زکوٰۃ باوجود واجب ہونے کے بالکل نہ دے۔ تو میں فتویٰ دیتا ہوں۔ کہ ھٰذَا کَافِرٌ حَقًّا۔ کہ یہ پکا کافر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عبداللہ بن اُبی سب سے بڑا بے ایمان تھا۔ اُس کا بیٹا پکا مسلمان تھا۔ یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ نام کو نہیں دیکھتا عمل کو دیکھتا ہے۔

جتنی مرضی ڈگریاں پاؤ۔ اگر عمل نہ کروگے۔ تو بالکل گدھے ہو۔

جب عبداللہ بن اُبی مرگیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شفقت اور رحمۃ اللعلمین ہونے کی حیثیت سے اُس کی نماز جنازہ پڑھی لیکن اللہ تعالےٰ نے تردید فرمائی۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط

ترجمہ۔ تو اُن کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ۔ اگر اُن کے لئے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ تعالیٰ۔

(مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی)

رحمۃ اللعالمین دُعا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں ہرگز نہیں بخشوں گا۔ اللہ تعالےٰ بہت بے نیاز اور بے پروا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر کسی نے ساری عمر نماز ایک نہ پڑھی ہو۔ روزہ ایک نہ رکھا ہو۔ تو اگر مُلّا نماز جنازہ پڑھے گا بھی تو ہرگز نماز جنازہ قبول نہ ہوگی۔ اور اُس کے لئے مغفرت کرینگے تو قبول نہ ہوگی۔

آج کل کیا رواج ہے۔ کہ میاں صاحب نماز ایک نہ پڑھتے تھے۔ روزہ ایک نہ رکھتے تھے۔ جب مرگئے تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ مُلّا بخشوائے گا تو بخشا جائے گا۔ اس کے لئے ختم شریف ہوتے ہیں۔ تیجا شریف۔ ساتا شریف۔ چالیسواں ختم شریف کروائے جاتے ہیں۔ ان میں یتیم بچوں کا مال ناحق کھایا جاتا ہے۔ بیوہ عورت سے کہتے ہیں۔ ابا جی ۱۵ روپے کے نان۔ ۸ روپے کا حلوہ ۲½ روپے کا پھل وغیرہ لائے ہیں۔ مُلّے آئیں گے ختم شریف کے بعد وہ کھائیں گے تو مردہ بخشا جائے گا۔

یاد رکھو۔ یتیم بچوں کے مال سے ایک پائی خرچ کرنا حرام ہے اور یہ سب ختم شریفوں پر نان حلوے وغیرہ کھانے سور کی طرح حرام ہیں۔ بیوہ کا حصہ ایک روپیہ میں سے ۲ آنے ہے۔ باقی ۱۴ آنے میت کے یتیم بچوں کا حق ہے۔ کچھ ہوش کرو۔ اپنی عقل پر بیٹھ کر روؤ۔ ختموں سے کیا کوئی بخشا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے موت و زندگی کو اس لئے بنایا۔ کہ تم اچھے کام کرو۔ نہ کہ حرام کھاؤ۔ یتیموں کا مال ہضم کر جاؤ۔ ان حرام کھانے والے مولویوں کی برادری ہوتی ہے اگر شیرانوالہ کوئی مرجائے۔ تو وہ بھاٹی دروازہ والوں کو بلاتے ہیں۔ اور اگر بھاٹی دروازہ میں کوئی مرجائے تو وہ شیرانوالہ دروازہ والوں کو بلاتے ہیں۔ اور اس طرح ان کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی مرے گا ہی۔

لاہوری اتنے جاہل ہیں۔ کہ ۵۰ سال پہلے بھی اس میں کوئی عالم تھا۔ نہ کوئی اب عالم ہے۔ ایم اے۔ بی اے اور ایل۔ ایل۔ بی وغیرہ تو بہت زیادہ ہیں۔ مگر لاہوری کا کوئی لاہوری بیٹا عالم نہیں۔ دیوبند مرکز تعلیم ہے سب دنیا کے لوگ وہاں علم پڑھنے کے لئے جاتے ہیں۔ یہ لاہور والوں کے نصیب میں یہ کہاں؟۔ جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو دوزخ میں بھیجے گا۔ تو وہ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے بڑوں کا کہا مانا۔ انہوں نے گمراہ کیا۔ تیرے دین کا دروازہ نہ دکھایا۔ سکول و کالج میں داخل کرایا اے اللہ تو آج ہمیں دوزخ میں بھیج رہا ہے۔ تو ہمارے والدین کو دوگنا عذاب دے۔ اور اُن پر بڑی لعنت بھیج ہم کسی کا بُرا نہیں چاہتے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت دے۔ اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہاں عمل کی قیمت ہے۔ علم بلا عمل کی قیمت نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو دوزخ سے بچائے۔ اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (امین!)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

جس گھر میں تصویر یا کتّا ہو اسمیں فرشتے نہیں آتے

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ کل رات میں آپ کے پاس آیا تھا۔ لیکن میں اندر نہیں آیا کہ دروازہ پر تصویریں تھیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ گھر میں ایک منقش کپڑا تھا۔ جس کا پردہ بنا کر دروازہ پر ڈال دیا گیا تھا اور اس میں تصویریں تھیں اور اس لئے گھر میں داخل نہیں ہُوا کہ گھر میں کتّا تھا آپ حکم دیجئے۔ کہ جو تصویریں دروازہ پر ہیں (یعنی پردہ کے اوپر) اُن کے سر کاٹ ڈالے جائیں تاکہ ان کی شکل درختوں کی سی ہو جائے۔ پھر یہ حکم دیجئے کہ اس پردہ کو پھاڑ کر اس کے دو تکئے بنا لئے جائیں جو فرش پر پڑے رہیں اور قدموں میں روندے جائیں۔ اور حکم دیجئے کہ کتّے کو گھر

خطبہ یوم الجمعۃ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

عقلمند کون ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی جزاءِ خیر

قولہ تعالیٰ (اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۞ الَّذِیۡنَ یُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَلَا یَنۡقُضُوۡنَ الۡمِیۡثَاقَ ۞ وَالَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَیَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَیَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ ۞ وَالَّذِیۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عُقۡبَی الدَّارِ ۞ جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ۞ سَلٰمٌ عَلَیۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ ۞

(سورۃ الرعد پارہ ۱۳ رکوع ۳)

ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ عقلمند وہ لوگ ہیں جو اللہ (تعالیٰ) کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی۔ اور ہمارے دئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویاں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

ان دس صفتوں سے

متصف ہونے والوں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ جو ہمیشہ رہنے کے لئے باغ ہیں۔

جو ان کے لئے

اور

ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں کے لئے بھی ہوں گے۔

ان عقلمندوں

کی نیکیوں کے سبب سے کتنے آدمیوں کا بھلا ہوگیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

عقلمندوں کے خلاف اب ناعاقبت اندیش لوگوں کے حالات سنئے

اور ان کا جو انجام ہوگا وہ عقلمندوں کے لئے عبرت ہے

پہلی مثال

قولہ تعالیٰ (وَالَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِهٖ)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو اللہ (تعالیٰ) کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں۔

مثلاً

کہلاتے تو مسلمان ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار۔ اور جب اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ کہ نماز پڑھو۔ تو نماز نہیں پڑھتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (مَنۡ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدۡ كَفَرَ) اَوۡ كَمَا قَالَ ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی ۔ وہ کافر ہوگیا۔ (اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ کافر ہوگئے ہیں۔ اور ان باتوں کی انہیں سمجھ ہے۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں اس رسمی اور کھوٹے اسلام سے کیا فائدہ۔ کیا اللہ تعالیٰ تمہارے فریب اور جھوٹ کو نہیں سمجھتا۔ وہ تو

علام الغیوب ہے

دلوں کے ارادوں تک کو جانتا ہے پھر کیا ان دعووں سے نجات ہو جائے گی۔

وما علینا الا البلاغ

ناعاقبت اندیش لوگوں کی دوسری مثال

وَقَالَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لِرُسُلِهِمۡ لَنُخۡرِجَنَّكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِیۡ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوۡحٰۤی اِلَیۡهِمۡ رَبُّهُمۡ

لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ

(سورۃ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا۔ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ تب انہیں ان کے رب نے حکم بھیجا۔ کہ ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے۔ اور ان کے بعد اس زمین میں تمہیں آباد کریں گے۔ یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور جس نے میرے عذاب سے خوف کھایا۔ اور پیغمبروں نے فیصلہ چاہا۔ اور ہر ایک سرکش ضدی نامراد ہوا۔ اور اس کے آگے دوزخ ہے۔ اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے گھونٹ گھونٹ پئے گا اور اسے گلے سے نہ اتار سکیگا۔ اور اس پر ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ نہیں مرے گا۔ اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا۔ ان کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔ ایسی ہے کہ ان کے اعمال گویا راکھ ہیں۔ کہ جسے آندھی کے دن ہوا اڑا کر لے گئی ہو۔ جو کچھ انھوں نے کمایا تھا۔ اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہ رہا ہو۔ یہ بھی دور کی گمراہی ہے۔

ناعاقبت اندیش لوگوں کی

تیسری مثال

قولہ تعالیٰ: وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (سورۃ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکیگا۔ تو شیطان کہے گا۔ کہ بیشک اللہ (تعالیٰ) نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے

دیکھو شیطان کتنا بڑا دھوکہ باز ہے

کہ جب فیصلہ ہو چکا۔ کہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالےٰ کے دنیا میں مخالف تھے اور شیطان کا دنیا میں اتباع کرتے تھے۔ انہیں اب کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے سب سچے تھے۔ اور میرے وعدے سب جھوٹے تھے۔ اور جو میں نے تمہیں وعدے دئے تھے۔ ان سب کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور در اصل میرا ہی تمہارے گمراہ کرنے میں سارا جرم نہیں ہے۔ بلکہ تمہارا بھی جرم ہے۔ کہ میں نے تمہیں بلایا۔ اور تم آگئے۔

یعنی

نہ یہ تحقیق کی۔ کہ کون بلا رہا ہے۔ اور نہ سوچا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بلاوے پر جا رہے ہیں۔ یا کسی اور کے بلاوے پر۔ دراصل تحقیق کئے بغیر اٹھ دوڑنا تمہارا بھی قصور ہے۔

لہذا

میرا ہی سارا قصور نہیں ہے۔ بلکہ قصور تمہارا بھی ہے۔ میں نے تمہیں بلایا۔ اور تم میرے بلانے پر آگئے

اس لئے

اس دعوت کی قبولیت میں کس کا قصور ہے؛ فقط تمہارا۔

لہذا

مذہبا فقط اس کا ساتھ دینا چاہیے جو متبع کتاب و سنۃ ہو۔ اور دنیاداری کے لحاظ سے، جہاں دنیا کا نفع ہو

وما علینا الا البلاغ

بشرطیکہ

دین داری میں فرق نہ آئے۔ وما علینا الا البلاغ

پورا مسلمان کون ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا مسلمان وہ ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھوں سے مسلمان محفوظ اور مامون رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے۔ جس نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا ہو۔ جن سے خدا نے منع فرمایا ہے۔ (یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ اور مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ مسلمان میں سب سے اچھا کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شخص جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

(بخاری و مسلم)

از حضرت مولانا مولوی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

دوزخ کے حالات

سورہ ابراہیم میں ارشاد ہے

سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ

(سورہ ابراھیم رکوع ، پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ ان کے کُرتے گندھک کے بنے ہوں گے۔ اور ان کے چہرے پر آگ لپٹی ہوئی ہوگی

گندھک کے کپڑے

حضرت حکیم الامت رح لکھتے ہیں۔ کہ چیڑ کے تیل کو قطران کہتے ہیں (جس کا ترجمہ گندھک کیا گیا ہے) اور اس کے کُرتوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ سارے بدن کو قطران لپٹی ہوگی۔ تاکہ اس میں جلدی اور تیزی کے ساتھ آگ لگ سکے (بیان القرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے تھے۔ کہ "قطران" پگھلے ہوئے تانبے کو کہتے ہیں۔ اس تانبے کے دوزخیوں کے لباس ہوں گے۔ جو سخت گرم آگ جیسے ہوں گے۔ (ابن کثیر)

مسلم شریف میں ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میّت پر چیخ و پکار کرنے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کا ایک کرتا قطِین (گندھک یا پگھلے ہوئے تانبے) کا ہوگا۔ اور ایک کھجلی کا ہوگا۔ یعنی اس کے جسم پر خارش پیدا کردی جائے گی۔ اور اوپر سے قطران لپیٹ دیا جائے گا۔

سورہ حج میں ارشاد ہے۔

فَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ

ترجمہ۔ سو جو لوگ کافر تھے ان کے (پہننے کے) لئے آگ میں سے کپڑے تراشے جاوینگے

اہل دوزخ سے شیطان کا خطاب

ادھر تو دوزخی اتباع شیطان پر پچھتاتے ہوں گے۔ ادھر شیطان اس طرح ان کو لتاڑے گا۔

(وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ ؕ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

(سورۃ ابرھیم رکوع ۴ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور (قیامت کے دن) جب سب مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان کہیگا (مجھے بُرا بھلا کہنا ناحق ہے کیونکہ) بلاشبہ اللہ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے اور تم پر میرا اس سے زیادہ تو کچھ زور چلتا نہ تھا کہ میں نے تم کو گمراہی کی دعوت دی سو تم نے (خود ہی) میرا کہنا مان لیا۔ تم مجھ پر ملامت نہ کرو۔ اور اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو۔ میں تمہارے اس فعل سے خود بیزار ہوں کہ تم اس سے (دنیا میں) مجھے (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے۔ یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے

دوزخیوں کو واقعی بڑی حسرت ہوگی۔ جب کہ شیطان اپنی برأت ظاہر کرے گا۔ اور ہر قسم کی امداد اور تسلی سے دست بردار ہو جائے گا۔ اس وقت دوزخیوں کے غیظ و غضب کی جو حالت ہوگی ظاہر ہے۔

گمراہ کرنے والوں پر دوزخیوں کا غصہ

جو لوگ گمراہ کرنے والے تھے ان پر دوزخیوں کا غصہ آئے گا اور ان سے کہیں گے۔

(اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ

ترجمہ۔ ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو؟

وہ جواب دیں گے۔

(لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَیْنٰکُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ؕ (سورہ ابراھیم رکوع ۳)

ترجمہ۔ (تمہیں کیا بچائیں ہم تو خود ہی نہیں بچ سکتے) اگر اللہ ہم کو بچنے کی کوئی راہ بتاتا تو ہم تم کو بھی وہ راہ بتا دیتے ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں۔ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں

وہ فرط بغض اور شدت غیظ کی وجہ سے گمراہ کرنے والوں کے بارے میں بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے۔

(رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَکُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ (حم سجدہ)

ترجمہ۔ اے ہمارے رب جن جنوں اور انسانوں نے ہم کو گمراہ کیا ان کو ہمیں دکھا دے تاکہ ہم ان کو پیروں کے نیچے کچل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں

داروغہائے دوزخ اور مالک سے عرض معروض

دوزخی عذاب سے پریشان ہو کر معروضات اور گزارشات کا سلسلہ

شروع کریں گے ۔ چنانچہ داروغہائے دوزخ سے کہیں گے

(اُدْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ o

ترجمہ ۔ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی ایک دن تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے ۔

وہ جواب دیں گے :۔

(اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

ترجمہ ۔ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہتے تھے ۔ (اور وہ دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے تھے ؟)

اس پر دوزخی جواب دیں گے ۔ کہ بَلٰی یعنی ہاں آتے تو تھے لیکن ہم نے ان کا کہا نہ مانا ۔ فرشتے جوابًا کہیں گے :۔

(فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ o (مومن رکوع ۵)

ترجمہ ۔ تو پھر ہم تمہارے لیے دعا نہیں کر سکتے تم ہی دعا کر لو اور وہ بھی بے نتیجہ ہوگی ۔ کیونکہ کافروں کی دعا آخرت میں بالکل بے اثر ہے ۔

اس کے بعد مالک یعنی دوزخ کے افسر کی جناب میں درخواست پیش کرکے کہیں گے ۔

(يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ

ترجمہ ۔ اے مالک (تم ہی دعا کرو کہ) تمہارا پروردگار (ہم کو موت دے کر) ہمارا کام تمام کر دے

وہ جواب دیں گے کہ :۔

(اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ o (زخرف)

ترجمہ ۔ تم ہمیشہ اسی حال میں رہوگے (نہ نکلوگے نہ مروگے)

حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے ۔ کہ مجھے روایت پہنچی ہے کہ مالک فرشتے کے جواب اور معذبوں کی درخواست میں ہزار برس کی مدت کا فاصلہ ہوگا ۔

اس کے بعد کہیں گے ۔ آؤ اپنے رب سے براہ راست ہی درخواست کریں ۔ اور اسی سے دعا کریں ۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے ۔ چنانچہ عرض کریں گے :

(رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ o رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ o

ترجمہ ۔ اے ہمارے رب واقعی ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا تھا ۔ اور ہم گمراہ لوگ تھے ۔ اے ہمارے رب ہم کو اس سے نکال دیجئے پھر ہم اگر دوبارہ (ایسا) کریں ۔ تو ہم بیشک قصور وار ہیں ۔

اب حق جل جلالہٗ جوابًا فرمائیں گے

اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ

ترجمہ ۔ اسی میں پھٹکارے ہوئے رہو ۔ اور مجھ سے بات نہ کرو

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے ۔ کہ اللہ جل شانہٗ کے اس ارشاد پر ہر قسم کی بھلائی سے نا امید ہو جائیں گے ۔ اور گدھوں کی طرح چیخنے چلانے اور حسرت و واویلا میں لگ جائیں گے ۔

عذاب قبر

ایک آیت کی تفسیر

براء بن عازب کہتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جس وقت قبر کے اندر مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے ۔ تو وہ شہادت دیتا ہے ۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۔ اور یہی مطلب ہے ۔ خدا کے اس ارشاد کا ۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

ترجمہ ۔ اللہ ان لوگوں کو ثابت و قائم رکھتا ہے ۔ جو ایمان لائے ہیں ، مضبوط و محکم طریقہ پر ثابت رکھتا دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آیت يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ عذاب قبر کے بیان میں نازل ہوئی ہے ۔ (چنانچہ جب قبر کے اندر مردے سے) کہا جاتا ہے ۔ کہ تیرا رب کون ہے ۔ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے ۔ اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

(بخاری و مسلم)

مُردے کو اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو (قبر کے اندر) صبح اور شام اس کا ٹھکانا اس کو دکھایا جاتا ہے ۔ یعنی جنتی کو جنت اور دوزخی کو دوزخ دکھائی جاتی ہے ۔ اور اس سے کہا جاتا ہے ۔ یہ ہے تیرا ٹھکانا تو اس کا انتظار کر اس وقت تک کہ خدا تجھ کو قیامت کے دن اٹھا کر وہاں بھیجے

عذاب قبر سے پناہ مانگو

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ۔ کہ ایک یہودیہ عورت ان کے پاس آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا ۔ اور پھر کہا (عائشہ خدا تم کو قبر کے عذاب سے بچائے عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کا حال پوچھا آپ نے فرمایا ۔ ہاں قبر کا عذاب حق ہے ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ۔ کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو ۔ اور قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو

(بخاری و مسلم)

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ

ترجمہ:- لوگو! عبرت حاصل کرنے کے لئے ہمارے بندے ایوبؑ کے حالات پڑھو

حضرت ایوب علیہ السلام

جناب ابوالشرح اجمیری

انعام باری تعالےٰ

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحٰق پیغمبرؑ کے پوتے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بڑے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں ایوب علیہ السلام بڑے عابد وزاہد بڑے سخی و جوّاد بڑے صاحب دولت و امارت و عزت تھے۔ آپ کی ثروت کا مختصر اندازہ تاریخ میں مذکور ہے۔ ایک ہزار گھوڑے۔ دو ہزار اونٹ۔ ایک ہزار خچر، ایک ہزار بیل، ایک ہزار گائیں، دس ہزار بکریاں، پانچ سو غلام خدمتی، پانچ سو غلام تجارت کے کارکن و محافظ اور کئی سو باغ پھلوں اور میووں کے۔ نیز آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ مثلاً جو غلام مویشیوں کے نیچے سے دودھ لے جانے پر مقرر تھے اُن کو یہ ہدایت تھی کہ شہر اور بستی میں سے جس کا جی چاہے دودھ نکال کر لے جائے۔ تم کسی کے مانع و مزاحم نہ ہونا۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ کہ اِدھر یہ لوگ دودھ نکال کر لے گئے اُدھر جانوروں کے تھن دُودھ سے پھر لبریز ہو گئے۔ نیز ہر روز آپ پانچ اونٹ، پانچ بیل، پانچ گائیں، پانچ گھوڑے، پانچ خچر اور دس بکریاں خیرات کیا کرتے تھے۔ اسی وقت ان جانوروں کی پیداوار ترقی کر جاتی تھی۔ اور ہر روز آپ نئی پوشاک بدلتے جسے دوسرے روز اتار کر غریبوں کو خیرات کرتے تھے۔ اور جب تک دس غریبوں کو نئے جوڑے نہ پہنا لیتے تھے کبھی آپ نیا جوڑا نہ پہنتے تھے تمام کھیتوں اور باغات کے رکھوالوں اور محافظِ مال کو حکم تھا کہ اناج غلہ، پھل، پھول، میوے وغیرہ جس مسافر راہ چلتے کا جی چاہے لے۔ اُسے ہرگز منع نہ کیا جاتے۔ رات کو شہر کے عابدوں کو بلاتے اور ان کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف رہ کر صبح کو انہیں عمدہ عمدہ کھانے کھلا کر رخصت فرماتے آپ ہر روز اپنے توشہ خانوں میں جاتے اور انہیں دیکھ کر شکر الٰہی بجا لاتے اور پھر ان میں سے ہر ایک شے کا جائزہ لیتے۔ جائزہ اس شے کے کھوئے جانے یا تلف ہونے کا نہیں بلکہ اس بات کا کہ آیا اس مال میں سے خیرات ہوئی ہے یا نہیں۔ شیطان بھی آپ کے مال و اسباب کے پاس بامید کھڑا رہتا۔ اور بغور دیکھتا۔ ہاتھ مَل کر رہ جاتا۔ ہر شے پر دو مہریں لگی ہوئیں پاتا۔ ایک مہر زکوٰۃ کی اور شکر الٰہی کی جس سے وہ ناامید ہو کر واپس چلا جاتا ایوب علیہ السلام کے اخلاق کا یہ حال تھا کہ آپ کے شہر میں ہزاروں بیوہ عورتیں، ہزاروں یتیم بچے تھے لیکن کسی بیوہ کو یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ بیوہ ہے اور کسی یتیم بچّے کو یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ یتیم ہے جتنا اور جس حیثیت کا نان نفقہ اس کا مرنے والا شوہر اسے دے سکتا تھا اس سے دوگنا اس کی بیوہ کے لیے آپؑ نے مقرر فرما رکھا تھا اور جس پیمانے پر اس کا باپ اس کی پرورش کرتا اس سے دوگنی حیثیت سے آپ ہر یتیم کی پرورش کر رہے تھے۔ ابھی تک آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اور نکاح کے متلاشی تھے۔ آخرکار آپ کو خبر ہوئی اور کہنے والوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم بن یوسف علیہ السلام کی لڑکی جس کا نام رحمت ہے آپ ان سے اپنا پیغام دیں۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور آپ اس سلسلہ میں مصر تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر حضرت ابراہیم بن یوسف علیہ السلام کو اس مبارک عقد کا پیغام دیا جس کے جواب میں ابراہیم نے کہا کہ میری دختر تمہارے لائق نہیں یا تم اس قابل نہیں۔ وہ معصومہ بیٹی کسی پیغمبر کے عقد میں لانے کے قابل ہے اور تم پیغمبر نہیں ہو۔ پیارے ایوبؑ نے فرمایا کہ میں اسحاقؑ نبی کا پوتا ہوں اور ابراہیم خلیل اللہ کا پڑپوتا ہوں شاید میرا پروردگار مجھے بھی نبوت کی دولت سے مالامال کر دے۔ ابراہیم نے کہا کہ رحمت وہ لڑکی ہے جس کی پیدائش کے دنوں میں ایک رات کو میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے میری اور میری نورچشمی رحمت کی طرف خطاب کرکے کہا۔ "میں اپنا حسن تجھ کو دیتا ہوں" چنانچہ میں اس کے حسن و جمال، اس کی شکل و صورت کا اہل اسی وقت سے کسی مرد و عورت کو دنیا میں نہیں دیکھتا۔ اے ایوبؑ! اگر تو اپنے نسب نامہ میں سچا ہے تو وہ بے شک تیرے لائق ہے۔ غرض بی بی رحمت سے آپ کا عقد ہو گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی بی بی رحمت کو لے کر اپنے گھر تشریف لائے جن سے ۱۲ سال میں ۲۴ لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

نبوت

پھر آپ کو اللہ تعالےٰ نے مُلک حوران کی طرف نبی بنا کر بھیجا کہ وہاں مشرکین کو توحید کا راستہ بتائیں اور غیراللہ کی پرستش

اور پوجا سے بچائیں۔ آپ وہاں پہنچے اور اعلائے کلمۃ اللہ فرمایا۔ جہاں کے بادشاہ نے کہا۔ کہ تم کو کس نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس عالی جاہ نے بھیجا ہے جس نے اس قدر بڑے آسمان کو بغیر ستون کے قائم کر دیا۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ کہیں چھت بھی بغیر ستون کے قائم رہ سکتی ہے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو کیا تم میرے گھر کو بغیر ستون کے قائم کر سکو گے۔ آپ نے فرمایا میری مجال نہیں کہ میں ایسا کروں۔ البتہ میرے اللہ میں یہ قدرت ہے جس نے آسمان بغیر ستون کے قائم کر رکھا ہے وہ تیرے گھر کی چھت کو بھی بغیر ستون کے قائم کر دے آپ کا یہ کہنا تھا کہ اس ایوان شاہی کے ستون اور دیواریں فوراً گر گئیں۔ اور ایک بہت بڑی زبردست و عظیم چھت اسی طرح معلق ہوا پر قائم رہی۔ اس حیرت انگیز واقعہ کو دیکھتے ہی "سچا ہے تیرا خدا، سچا ہے تیرا خدا" کا شور ہر جانب سے برپا ہو گیا اور بادشاہ تمام رعایا کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کی کہ اے نبی برحق ہمارے ملک میں بہت کم پانی ہے اور ریت بہت ہے۔ آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ ریت کو ہمارے لئے پانی بنا دے۔ آپ نے دعا کی اسی وقت وہ ریت کے ٹیلے اور تودے پانی کے چشمے اور تالاب بن گئے اور آپ یہاں سے کامیاب ہو کر اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر اسی ذکر و شکر الٰہی میں رات دن بسر کرنے لگے جن کا غلغلہ اور چرچا نہ صرف زمین پر ہوا بلکہ ساتوں آسمان پر آپ کی تعریف و توصیف کے نعرے بلند ہوئے ابلیس لعین آپ کی مدح سرائی سن کر غصہ میں آگ بگولا ہو گیا تھا کہ آسمان پر جا کر سنا تو وہاں اس سے بھی زیادہ ایوب کے اوصاف بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس نے قسم کھائی کہ میرا نام ابلیس نہیں جو ایوب کو نیچا نہ دکھاؤں۔ قبل نبوت جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم تمام شیطان آسمانوں پر چلے جاتے تھے اور وہاں پہنچ کر ملائک سے باتیں کر لیا کرتے تھے لیکن ہزار ہزار اور لاکھ لاکھ درود اور رحمت ہو اس ذات احمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کے طفیل دشمنان انسان کا وہاں سد باب ہو گیا اور تمام جنات و شیاطین آسمان پر جانے سے روک دیئے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ابتلاء و آزمائش

آخر ایک روز ابلیس لعین موقع پا کر ملائکہ کی صفوں میں پہنچا۔ اور ان سے معلوم کیا کہ تم کس کی تعریف کیا کرتے ہو کہا ایوبؑ کی جو حقیقت میں خدا کا مخلص بندہ ہے بڑا عابد اور زاہد ہے۔ بڑا سخی اور جواد ہے یہ سن کر شیطان بولا کہ میری طرف سے حضور رب العزت میں اتنا ضرور جا کر کہہ دو کہ ایوبؑ اس قدر عبادت نہ کرے گا تو اور کون کرے گا۔ کیونکہ وہ خوب اپنے دل میں سمجھے ہوئے ہے کہ جس قدر میں اپنے خدا کی عبادت و شکرگزاری کروں گا۔ اسی قدر مال و دولت اور عزت و حرمت دیتا رہے گا۔ خداوندا! میں جب جانوں کہ اس کے پاس مال اور دولت کچھ نہ رہے اور پھر وہ تیری عبادت اور شکر گزاری کرے۔ لہٰذا مجھے اس کے ساز و سامان پر مسلط کر دے تاکہ میں اس کے مال کو فنا کر دوں اور پھر کہ ایوبؑ کس طرح عابد و زاہد رہ سکتا ہے ــــ ارشاد خداوندی ہوا۔ اے ابلیس! وہ ہمارا مخلص بندہ ہے اس کا مال و زر سب تلف ہو جائے لیکن وہ اسی طرح ہماری جناب میں حاضر رہے گا۔ اور ذرا فرق نہ لائے گا۔ ابلیس نے کہا کہ خداوندا! یہ تو یقین نہیں کہ وہ افلاس کی حالت میں تیرا ذاکر و شاکر رہ سکے۔ حکم ہوا کہ اچھا ہم نے تمام ساز و سامان کا تجھے اختیار دیا تیرا جو جی چاہے کر اور پھر دیکھ کہ میرا بندہ کس طرح میری یاد میں مصروف رہتا ہے یہ حکم لے کر شیطان بہت مسرور ہو کر زمین پر آیا۔ اور تمام جنات و شیاطین کو جمع کیا۔ سب نے کہا اے بادشاہ کیا حکم ہے ہمیں کیوں طلب فرمایا ہے بولا کہ آج خدا نے مجھ کو ایوب کے مال و اسباب پر اختیار دیا ہے کہ میں جس طرح چاہوں برباد کر دوں۔ اے میری ذریات! اب تم میں جتنی اور جس قدر طاقتیں ہوں ان کو ظاہر کرو کہ یہ وقت ہے

ایک بولا کہ اے سردار! مجھے ایوب کے کھیت اور باغات پر مسلط کر دیا جائے تاکہ میں ایک شعلۂ نار بن کر تمام کھیتوں اور باغات کو جلا کر راکھ کر دوں۔ ابلیس بہت خوش ہوا۔ کہا اچھا میں نے تجھے ایوب کے تمام مویشیوں، جانوروں لونڈیوں اور غلاموں کا اختیار دیا۔ دوسرے نے کہا میں ایک چیخ میں سب کو فنا کر دوں اور کسی کا نام و نشان باقی نہ رکھوں گا یہ سن کر وہ بدذات بہت خوش ہوا اور اسے بھی یہ اختیار دے دیا اب یہ دونوں سرکش جنات وہاں پہنچے جہاں ایوب پیغمبر کے سینکڑوں باغ اور کھیت تھے۔ انہوں نے ایک شعلہ نار بن کر تمام زراعت و باغات کو دم زدن میں جلا کر کالی راکھ کر دیا۔ دوسرے نے مویشیوں میں کھڑے ہو کر اس زور سے چیخ ماری جس سے جگر پھٹ گئے اور سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ اور خود شیطان لعین ایک چرواہے کی صورت بن کر حضرت ایوبؑ کے پاس جب کہ وہ اپنی محراب عبادت میں مشغول نماز تھے روتا ہوا پہنچا اور بہت کچھ کہا۔ اور واویلا مچائی کہ ایوبؑ! اللہ کے واسطے مجھے بچائیے کہ میں جل گیا اور مر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو کون

ہے؟ کہا کہ میں آپ کا اونٹ چرانے والا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ایک زبردست آگ آسمان سے اتری جس نے آپ کے تمام باغات اور کھیتوں اور تمام جانوروں اور مویشیوں کو جلا کر سیاہ کر دیے پھر اس آگ میں سے آواز آئی کہ خبردار ہو جاؤ کہ یہ اس کی سزا ہے جو ریاکاری کی عبادت و شکرگذاری کرتا ہے اور چونکہ ایوب سخت ریاکار ہے ہم نے اس کے مال کو تلف کر دیا۔

نظم

آہ اے ایوبؑ اے ثابت قدم
نام کو آیا نہیں چہرے پہ غم
سجدۂ شکرِ خدا میں گر گئے
کر کے نفرت اس لعیں سے پھر گئے
دیر تک حمدِ الٰہی میں رہے
ذکر اس کا قلب کی تہہ سے کئے
ہو کے فارغ سجدۂ معبود سے
اس مخاطب سے یہ فرمانے لگے
کیوں نہیں تجھ کو جلایا آگ نے
کیوں نہیں تجھ کو ستایا آگ نے
اے لعیں شاید کہ تو شیطان ہے
تو ہی بیشک دشمنِ ایمان ہے

•

فرمایا اے مردود تو اگر میرے مویشیوں کا چرواہا ہوتا تو ضرور میرے دیگر سب غلاموں کے ساتھ تیرا بھی خاتمہ ہو جاتا۔ افسوس تجھے آسمانی آگ نے بھی قبول و منظور نہ کیا۔ جا نکل دور ہو — میری عبادت میں خلل انداز نہ ہو۔ میرا مال میرا مال نہ تھا۔ بلکہ محض پروردگار کا تھا۔ جس نے مجھے چند روز کے لئے دے دیا اور پھر واپس لے لیا۔ یہ کہہ کر آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ اب تو شیطان حضرت ایوبؑ صابر کا خلوص دیکھ کر واپس آیا اور اپنے دل میں کہا کہ ایوب اس امتحان عظیم میں جب ثابت قدم رہا ہے تو اب قبضہ میں آنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ آخرکار پھر آسمان پہ پہنچا اور قبل اس کے کہ فرشتوں سے کچھ عرض و معروض ہو — ندا آئی اے

اے لعیں دیکھ میرے بندے کا حال
کچھ ہوا اس کو کسی شے کا ملال
کیا نہیں ثابت قدم دیکھا اسے
ذاکر و شاکر نہیں پایا اسے
اف نہیں کی اس نے وہ صابر رہا
وہ عبادت میں میری حاضر رہا
حمد میں میری وہی جوش و خروش
صبر میں اکمل ہے وہ کیسا خموش
اے لعیں اب بھی تجھے آیا یقیں؟
ذاکر و شاکر کوئی اس سا پایا نہیں

دوسری آزمائش

ابلیس نے کہا کہ اے الٰہ العالمین یہ آزمائش کوئی آزمائش نہیں البتہ آزمائش تو جب ہے کہ ایوب کو رہنے کو گھر در نہ رہے۔ نہ آنکھیں ٹھنڈی کرنے کو آل و اولاد باقی رہے۔ حالانکہ ایوب کے پاس عمدہ عمدہ محل اور سرائے موجود ہیں جس میں وہ بڑے آرام کے ساتھ رہتا ہے۔ پھر کیوں نہ تیرا ذکر کرے۔ نیز آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے اولاد کے قبیلے بس رہے ہیں۔ انہیں دیکھ دیکھ کر کیوں نہ خوش ہو اور کیوں نہ تیرے ذکر و شکر میں گذارے خداوند ان پہ بھی تو مجھے مسلط کر دے تو میں پھر جانوں کہ ایوب واقعی بندہ مخلص ہے۔ حکم ہوا کہ جا ہم نے تجھ کو ایوب کے سب گھر اور ایوب کی تمام اولاد پر اختیار دیا جو چاہے کر اور ہمارے بندے کا اخلاص دیکھ۔ یہ سن کر ابلیس نہایت خوش ہوا زمین پر آیا اور جلدی سے ان کے گھروں میں داخل ہوا جہاں پر حضرت ایوبؑ کے تمام فرزند موجود تھے۔ اس بدذات نے اس زور سے چیخ ماری کہ جس سے مکانوں میں زلزلہ آیا اور سب کی سب چھتیں بیٹھ گئیں اور آپ کی سب اولاد نیچے دب کر ہلاک ہو گئی اور خود لعین ان بچوں کے استاد کی صورت بنا کر ان کے پاس روتا ہوا آیا۔

آپ اسی طرح یاد الٰہی میں مصروف تھے اور کہا کہ اے ایوبؑ تم کب تک ایسے خدا کی عبادت اور ذکر میں مشغول رہوگے جس نے تم پر یہ ظلم روا رکھے ہیں آہ اس نے تمہارے مال و اسباب کو آسمان سے آگ بھیج کر جلا کر خاک کر دیا اور اب تمہاری ساری اولاد کو ہلاک کر دیا۔ ان سب مکانوں کی چھتیں یکدم گریں۔ جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔

اے ایوبؑ اسی پہ اکتفا نہیں ہوا بلکہ ساتھ ہی اس کے آسمان سے ایک آواز آئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ یہ ایوب کی ریاکاری کی سزا ہے جو شخص بھی دکھانے اور سنانے کے لئے عبادت کیا کرتا ہے اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ملعون دور ہو میرے سامنے سے میری اولاد فقط بطور امانت چند روز کے لئے میرے پاس تھی وہ درحقیقت اس کا ہی مال تھا اس نے لے لیا میں اس میں مزاحمت و الم کرنے والا کون ہوتا ہوں۔ مالک کو ہر صورت سے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ہے اور تو جو یہ کہتا ہے کہ اس طرح ان کے سر کچلے گئے اور یوں ناک کے رستے بھیجے باہر آگئے۔ یہ حال ان کا یہاں نہ ہوتا تو قبر میں ضرور ہوتا۔ اے بدفطرت نکل جا یہاں سے کہ میرے ذکر و شکر الٰہی میں فرق آ رہا ہے — چنانچہ ابلیس وہاں سے بھاگا اور پیارے ایوبؑ نے جب باری تعالیٰ میں عرض و معروض شروع کی اور کہا کہ الٰہی تیرا ہزار شکر ہے کہ تو نے میرے دل کو محض اپنی عبادت اور ذکر کے لئے ایسا فارغ کر دیا ہے کہ اب درمیان میں کوئی حجاب نہ رہا۔ خداوند پہلے تیرا دیا ہوا مال کثیر میرے پاس تھا اور تیری دی ہوئی اولاد کثیر میرے پاس تھی اور اب تیرا شکر ہے کہ میرا بال بال تیرا ذکر کرنے کے لئے فارغ ہو گیا ہے نیز میرے اور تیرے درمیان کوئی حائل نہ رہا۔

(باقی آئندہ)

محمد یوسف ہزاروی جامعہ رشیدیہ منٹگمری

بے مثل معجزہ یعنی اسراء (معراج)

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ٥

پ۱۵ - ع ۱

ترجمہ:- وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو شب کے کسی حصے میں مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک - جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلائیں بے شک اللہ تعالےٰ بڑے دیکھنے والے ہیں -

(حکیم الامت)

اسراء

کے معنی شب میں لے جانے کے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عجیب و غریب واقعہ جس میں خداوند قدوس نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام (مکہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) اور وہاں سے ملاء اعلیٰ تک بجسد عنصری اپنی نشانیاں دکھانے کے لئے سیر کرائی چونکہ واقعہ شب کے ایک حصے میں پیش آیا تھا اس لئے اسراء کہلاتا ہے -

معراج

عروج سے مشتق ہے جس کے معنی چڑھنے اور بلند ہونے کے ہیں - اور اسی لئے معراج زینہ کو بھی کہتے ہیں - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اس شب میں ملاء اعلیٰ کے منازل ارتقاء طے فرماتے ہوئے سبع سماوات سدرۃ المنتہیٰ اور اس سے بھی بلند ہو کر آیات اللہ کا مشاہدہ فرمایا - اور ان واقعات کے ذکر میں زبان وحی ترجمان نے "عُرِجَ بِیْ" کا جملہ استعمال فرمایا - اس لئے با جبروت و عظمت واقعہ کو معراج سے تعبیر کیا جاتا ہے -

تحقیق تاریخ و سنہ

یہ عظیم الشان واقعہ کب پیش آیا اس کے تعین میں اگرچہ مختلف اقوال مذکور ہیں مگر دو باتوں پر سب کا اتفاق معلوم ہوتا ہے - (۱) واقعہ معراج ہجرت سے قبل پیش آیا (۲) اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد - کیونکہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث ہے جس میں حضرت خدیجہ رضؓ کا انتقال ہجرت سے تین سال قبل مذکور ہے - ایک اور دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت خدیجہ رضؓ کی وفات نماز پنجگانہ فرض ہونے سے قبل تین سال کے اندر اندر ہوا

امام بخاریؒ نے اپنی الصحیح الجامع میں اسی لئے معراج اور ہجرت کو کسی تیسرے واقعہ کی مداخلت کے بغیر آگے پیچھے بیان کیا ہے - اور جو حضرات امام بخاریؒ کے ابواب و تراجم کی باہمی ترتیب کی دقیقہ سنجی سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا رجحان یہ ہے کہ ہر دو واقعات کے درمیان زمانہ کا انتہائی قرب ہے مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے - کہ جو ارباب سیر و تاریخ یہ فرماتے ہیں کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال یا ڈیڑھ سال قبل پیش آیا اُن کا ارشاد پایۂ تحقیق رکھتا ہے - پھر مہینہ اور تاریخ کے تعین میں بھی متعدد اقوال ہیں - مگر راجح قول یہ ہے کہ مہینہ رجب کا تھا اور تاریخ ۲۷ تھی چنانچہ ابن عبدالعزیزؒ امام نوویؒ اور عبدالغنی جیسے مشہور اور جلیل القدر محدثین کا رجحان اسی جانب ہے -

احادیث سے واقعہ معراج کا ثبوت

مشہور محدث زرقانیؒ کہتے ہیں کہ معراج کا واقعہ پنتالیس۴۵ صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے - ان صحابہ میں مہاجرین بھی ہیں اور انصار بھی - اور یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ چونکہ انصار صحابہ مکہ میں موجود نہیں تھے اس لئے ان کی روایات صرف شنیدہ ہیں اس لئے کہ اہم واقعات کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست دریافت کیا کرتے تھے اور اگر مہاجرین سے بھی سنا ہوگا تو پھر ذات اقدس سے تصدیق ضرور کی ہوگی - چنانچہ شداد بن اوسؓ کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں - "قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ اُسْرِیَ بِکَ" (ترمذی)

ترجمہ:- ہم نے (صحابہ نے) عرض کیا - اے خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو معراج کیسے ہوا؟

لفظ "قُلْنَا" سے ثابت ہو رہا ہے کہ معراج کے متعلق عام مجمع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے استفسار کیا تھا جن میں انصار و مہاجرین سب ہی شریک ہوتے تھے -

اور مالک بن صعصعہؓ جو

بقیہ صفحہ ۱۸ پر

محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

بُری تدبیریں

اور

ان کا بُرا انجام

(۲)

حضرت سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ناپاک منصوبہ اور اُس کی ناکامی

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

(الانفال آیت ۳۰ ع ۴)

ترجمہ۔ اور جب کافر آپ کے متعلق تدبیریں سوچ رہے تھے۔ کہ تمہیں قید کردیں یا تمہیں قتل کردیں یا تمہیں دیس بدر کردیں اور وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے۔ اور اللہ اپنی تدبیر کرنے والا ہے۔

یعنی

دارالندوہ میں کفار مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی ناپاک منصوبہ مرتب کرنے کو جمع ہوئے

پہلی رائے یہاں یہ پیش ہوئی کہ آپؐ کو قید میں رکھا جائے۔ مگر یہ تجویز اس لئے نا منظور ہوئی کہ آپؐ کے اصحابؓ حملہ کرکے آپ کو اس بند سے رہا کرائے بغیر دم نہ لیں گے

پھر دوسری یہ رائے پیش ہوئی کہ آپؐ کو جلاوطن کیا جائے۔ تاکہ آپؐ گمنامی کی زندگی گزار دیں مگر یہ تجویز بھی اس لئے نامعقول سمجھی گئی۔ کہ آپؐ شیریں گفتار ہونے کی وجہ سے جہاں تشریف لیجائینگے اپنے جاں نثار پیدا کرلیں گے۔ اور آخر ہم پر غالب آئیں گے۔

آخر ابو جہل نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ یَقْتُلُوْكَ یعنی آپؐ کو قتل کیا جائے۔ ہر قبیلہ کا بہادر جوان چنا جائے۔ یہ جوان سب مل کر بیک وقت آپ پر تلواروں کے ساتھ حملہ آور ہوں۔ کیونکہ اس سازش میں سب قبیلوں کا ہاتھ ہوگا اس لئے آپؐ کے قبیلہ بنو ہاشم کو سب کے ساتھ لڑائی مول لینے کی جرأت نہ ہوگی۔ اور اگر دیت دینے تک نوبت آئی۔ تو اس کا ادا کرنا سب قبیلوں کے لئے کوئی مشکل نہ ہوگا۔

لہذا

یہ ناپاک ترین تجویز منظور ہوگئی مگر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر نے ان کے ناپاک ارادہ کو ناکام بنا دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؐ کو اس سازش سے مطلع فرمایا اور آپؐ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اجازت مل گئی۔

آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر مبارک پر آپؐ کی چادر اوڑھ کر سونے کو کہا۔ اور تسلی فرما دی۔ کہ انہیں کوئی ضرر نہ پہنچیگا۔ اور تاکید فرما دی کہ لوگوں کی وہ امانتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں وہ با احتیاط ان کے مالکوں کو واپس کی جائیں۔

آپؐ رات کے وقت گھر کے اسی دروازہ سے باہر تشریف لائے جس پر آپؐ کی جان کے پیاسے تلواروں والے جوان تعینات تھے۔ آپؐ بڑے اطمینان کے ساتھ یہ تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

(یٰس آیت ۱ - ۱۹)

ترجمہ۔ قرآن حکمت والے کی قسم ہے۔ بے شک آپؐ رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھے راستہ پر غالب رحمت والے کا اتارا ہوا ہے۔ تاکہ اس قوم کو ڈرائیں۔ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ سو غافل ہیں۔ ان میں اکثر پر خدا کا فرمان پورا ہو چکا ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے بے شک ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں سو وہ اوپر کو سر اٹھائے ہوئے ہے۔ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی ہے۔ اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار ہے۔ پھر ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے۔ کہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

ان کے سر جھک گئے۔ ٹھوڑیاں سینے تک لگ گئیں۔ آنکھ اُٹھا کر آپؐ کی طرف نگاہ بھی نہ کرسکے آپؐ نے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور ان کی طرف پھینکی اور فرمایا

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ

یعنی یہ چہرے برباد ہوجائیں۔

لہذا جن کے چہروں پر آپؐ کے دست مبارک سے پھینکی ہوئی مٹی

پڑی وہ تباہ ہوگئے۔ بدر کے دن کفر کی حالت میں مرے اور جہنم کا ایندھن بنے۔

آپؐ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ سے غار ثور میں آکر چھپ گئے۔ آپؐ کے غار میں اندر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ایک اور خفیہ تجویز کارفرما ہوئی۔ مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا۔ اور جنگلی کبوتر نے انڈے دے دیئے۔

کفار نے آپ کا تعاقب کیا۔ اور پاؤں کے قدم شناخت کرتے ہوئے غار کے منہ تک پہنچ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا

(لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا)

(سورۃ توبہ ایت ۴۰)

ترجمہ۔ یعنی کوئی ڈر نہیں اللہ ہمارا مددگار ہے۔

کفار اپنی سکیم میں ناکام ہوگئے لہذا وہ غار کے منہ پر مکڑی کا جالا اور کبوتر کے انڈے دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچے کہ غار کے اندر اگر کوئی جاتا تو یہ چیزیں سلامت نہ رہ سکتیں۔ اور واپس لوٹ گئے آپ تین روز غار میں قیام فرما کر عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

دین حق کے خلاف سازشیں کرنا محض نفس کا دھوکا ہے

اور یہ اس لئے کہ یہ سازشیں ناکام ہوتی ہیں۔ اور ایسی ناپاک سازشیں کرنے والے اپنی ہی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

(بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مَکْرُھُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ ھَادٍ ہ

(الرعد آیت ۳۳)

ترجمہ۔ بلکہ کافروں کے فریب انہیں بھلے معلوم کرائے گئے ہیں۔ اور وہ راستہ سے روکے گئے ہیں۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے پھر اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے۔

"یعنی کچھ بھی نہیں۔ شرک کی حمایت میں ان کی یہ مستعدی اور توحید کے مقابلہ میں اس قدر جدوجہد خالی نفس کا دھوکہ اور شیطان کا فریب ہے۔ اسی نے ان کو راہ حق سے روک دیا ہے۔ جسے خدا ہدایت کی توفیق نہ دے اُسے کون راہ پر لا سکتا ہے۔ اور وہ اُسی کو توفیق دیتا ہے۔ جو باختیار خود ہدایت کے دروازے اپنے اوپر بند نہ کرلے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

بُری تدبیریں کرنے والے عزت حاصل نہ کرسکیں گے اور انہیں سخت عذاب ہوگا

(مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ وَالَّذِیْنَ یَمْکُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَمَکْرُ اُولٰٓئِکَ ھُوَ یَبُوْرُ ہ

(فاطر ایت ۱۰)

ترجمہ۔ جو شخص عزت چاہتا ہو سو اللہ ہی کے لئے سب عزت ہے۔ اسی کی طرف سب پاکیزہ باتیں چڑھتی ہیں۔ اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے۔ اور جو لوگ بُری تدبیریں کرتے ہیں انہیں کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی بُری تدبیر ہی برباد ہوگی۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۔ کفار نے دوسرے معبود اس لئے ٹھہرائے تھے۔ کہ اللہ کے ہاں ان کی عزت ہوگی

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لِّیَکُوْنُوْا لَھُمْ عِزًّا (سورہ مریم رکوع ۵)

اور بہت لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے دوستانہ کرتے تھے۔ کہ اس سے عزت بنی رہے گی

اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (نساء رکوع ۲۰)

اس قسم کے لوگوں کو بتلایا۔ کہ جو شخص دنیا و آخرت کی عزت چاہے تو چاہئے۔ کہ اللہ سے طلب کرے عزیز مطلق تو وہ ہے۔ اُسی کی فرمانبرداری اور یادگاری سے اصلی عزت میسر آتی ہے۔ تمام عزتوں کا مالک وہی اکیلا ہے۔ جس کسی کو عزت ملی یا ملے گی۔ اُسی کے خزانہ سے ملی ہے۔ یا ملے گی۔

۲۔ ستھرا کلام ہے۔ ذکر اللہ، دعا، تلاوۃ القرآن، علم و نصیحت کی باتیں یہ سب چیزیں بارگاہ رب العزت کی طرف چڑھتی ہیں۔ اور قبولیت کی حاصل کرتی ہیں۔

۳۔ ستھرے کلام (ذکر اللہ وغیرہ) کا ذاتی اقتضاء ہے۔ اوپر چڑھنا۔ اس کے ساتھ دوسرے اعمال صالحہ ہوں۔ تو وہ اُس کو سہارا دیکر اور زیادہ اُبھارتے اور بلند کرتے رہتے ہیں۔ اچھے کلام کے بغیر اچھے کاموں کی پوری رفعت شان حاصل نہیں ہوتی۔ بعض مفسرین نے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ ضمیروں کا مرجع بدل کر یہ معنی لئے ہیں۔ کہ ستھرا کلام اچھے کام کو اونچا اور بلند کرتا ہے۔ یہ بھی درست ہے۔ اور بعض نے یَرْفَعُ کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹائی ہے۔ یعنی اللہ عمل صالح کو بلند کرتا اور معراج قبول پر پہنچاتا ہے۔ بہرحال غرض یہ ہے۔ کہ بھلے کام اور اچھے کام دونوں عُلو و رفعت کو چاہتے ہیں۔ لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ سے عزت کا طالب ہو۔ وہ ان چیزوں کے ذریعہ حاصل کرے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی عزت اللہ کے ہاتھ ہے تمہارے ذکر اور بھلے کام چڑھتے جاتے ہیں۔ جب اپنی حد کو پہنچیں تب بدی پر (پورا) غلبہ (حاصل) کریں۔ کفر دفع ہوگا۔ اسلام کو عزت ہوگی مکاروں کے سب داؤ باطل اور بیکار ہوکر رہ جائیں۔

۴- یعنی جو لوگ بُری تدبیریں سوچتے اور حق کے خلاف داؤ میں رہتے ہیں۔ آخر ناکام ہوکر خسارہ اٹھائیں گے دیکھو قریش نے "دارالندوہ" میں بیٹھ کر حضور صلی اللہ کو قید کرنے یا قتل کرنے یا وطن سے نکالنے کے مشورے کئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ "جنگ بدر" کے موقع پر وہ ہی لوگ وطن سے نکلے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے اور قلیب بدر میں ہمیشہ کے لئے قید کر دیئے گئے۔"

بُری تدبیروں کا وبال ان کے کرنے والوں پر پڑتا ہے

(۱) وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر آیت ۴۳)

ترجمہ۔ اور بُری تدبیر تو تدبیر کرنے والے ہی پر الٹ پڑتی ہے۔

"اور یہ جو کچھ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ضرر کے لئے بُری بُری تدبیریں کر رہے ہیں۔ کیونکہ بُری تدبیروں کا وبال حقیقی ان تدبیر کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔ گو ظاہر میں کبھی اس شخص کو بھی کچھ ضرر پہنچ جاوے۔

(۲) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ○ (النمل آیت ۶۸)

ترجمہ۔ اور ان پر غم نہ کر اور ان کے فریب کرنے سے تنگ دل نہ ہو۔

"یعنی اُن کو سمجھا کر اور بدی سے متنبہ کرکے الگ ہو جایئے اگر یہ لوگ نہیں مانتے۔ تو آپ بہت زیادہ غم و تاسف نہ کریں اور نہ ان کے مکر و فریب اور حق کے خلاف تدبیریں کرنے سے تنگ دل اور خفا ہوں۔ آپ اپنا فرض ادا کر چکے اللہ تعالیٰ ایسے ضدی مجرموں سے خود نمٹ لے گا۔ اور جس طرح پہلے مجرموں کو سزائیں دی گئی ہیں۔ ان کو بھی دے گا۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

محشر کا حساب

عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن جس سے حساب لیا جائے گا ہلاک ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا خداوند تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ (یعنی قریب ہے کہ حساب لیا جائیگا۔ وہ آسان حساب) آپؐ نے فرمایا یہ آسان حساب صرف پیش کرنا اور بیان محض ہے کہ اس میں کسی قسم کا مناقشہ نہ ہوگا۔ لیکن جس سے حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہوگا۔

(بخاری و مسلم)

عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس سے خداوند بزرگ و برتر بلا واسطہ اور بلا حجاب گفتگو نہ کرے گا۔ بندہ داہنی جانب نظر ڈالے گا۔ تو اس کو وہ چیز نظر آئے گی) جو اس نے اپنے اعمال میں سے بھیجی ہے اور بائیں جانب دیکھے گا تو وہی اعمال نظر آئیں گے۔ جو اس نے بھیجے ہوں گے، سامنے تو آگ نظر آئے گی جو اس کے چہرے کے بالکل سامنے ہوگی لوگو! تم آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے کیوں نہ ہو۔

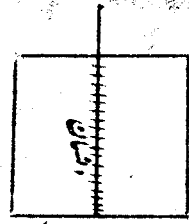
(بخاری و مسلم)

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (قیامت کے دن) خداوند تعالےٰ مومن کو اپنے قریب کر لے گا اور پھر اپنی حفاظت کی چادر ڈال کر اس کو ڈھک دے گا (تاکہ وہ رسوا نہ ہو) پھر خدا مومن سے پوچھے گا۔ کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے اور اس گناہ سے واقف ہے؟ بندہ مومن کہے گا۔ ہاں اے پروردگار! میں واقف ہوں۔ یہاں تک کہ خدا تمام گناہوں کا اعتراف کرا لے گا۔ اور وہ دل میں کہتا ہوگا کہ ان گناہوں کی پاداش میں اب ہلاک ہوا۔ پھر خدا فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں اور عیوب پر پردہ ڈالا اور آج بھی میں تجھ کو بخشوں گا۔ غرض اس کو اس کی نیکیوں کا اعمالنامہ دے دیا جائے گا اور کافر و منافق لوگوں کو مخلوقات کے روبرو طلب کیا جائے گا اور پکار کر کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ کا بہتان باندھا۔ خبردار ہو ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ (بخاری و مسلم)

ابو موسیٰ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ ہر مسلمان کے حوالے ایک یہودی یا نصرانی کو کر دے گا اور کہے گا آگ سے تمہاری خلاصی کا یہ بدلہ ہے (یعنی اس کو دے کر تم دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر لینا اور اپنی جگہ اس کو بھیج دینا۔ (مسلم)

ابی امامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری اُمّت میں سے ستّر ہزار آدمیوں کو بے حساب جنّت میں داخل کریگا اور ان پر عذاب نہ ہوگا۔ اور ان ستّر ہزار میں سے ہر ہزار پر تین لپ میرے پروردگار کی لپوں میں سے اور زیادہ (یعنی ہر ہزار پر خداوند تعالےٰ ✱

حرص اور آرزو



عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کھینچ کر ایک مربع بنایا۔ اور ایک خط مربع کے درمیان کھینچا جو مربع سے باہر نکلا ہوا تھا اور پھر چھوٹے چھوٹے خط درمیان کے خط میں اس کے دونوں جانب کھینچے اور پھر فرمایا یہ درمیانی خط انسان ہیں۔ اور یہ مربع اس کی موت ہے جو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور درمیانی خط کا جو حصّہ مربع سے باہر ہے۔ وہ اس کی آرزو ہے اور درمیانی خط میں دونوں طرف جو چھوٹے چھوٹے خط ہیں وہ عوارض ہیں۔ (آفات و بلیات و امراض وغیرہ) ایک عارضہ اور حادثہ سے انسان بچ گیا تو پھر دوسرا ہے اور دوسرے سے بچ گیا تو پھر تیسرا ہے (اسی طرح متعدد حوادث و عوارض تاک میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ موت آ جاتی ہے۔ (بخاری)

انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انسان بوڑھا ہوتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوتی ہیں یعنی مال اور عمر کی زیادتی کی حرص۔ (بخاری و مسلم)

ابن عباسؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کو تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی (یعنی اس کی حرص گور تک باقی رہتی ہے)۔ اور خداوند تعالےٰ (حرص مذموم سے) جس بندہ کی توبہ کو چاہے قبول کر لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ابی ہریرہ کہتے ہیں نبی صلعم نے فرمایا ہے بوڑھے کا دل ہمیشہ دو باتوں میں جوان رہتا ہے یعنی دنیا کی محبت اور آرزو کی درازی میں۔ (بخاری و مسلم)

بقیہ اداریہ صفحہ ۴ سے آگے

اور وزراء خود تجربہ کار اور بڑے بڑے اسکیمر ہیں۔

مگر اتنا ضرور عرض کریں گے۔ کہ اس بے مقصد اور افسوسناک نقصان کی روک تھام کر کے اور اپنی ڈیوٹی ادا کریں گے سوا اتنا بڑا اجر کمانا ہے کہ آئندہ جو جانیں محفوظ رہینگی۔ ان جانوں کے بچانے کے ثواب میں یہ شریک ہوں گے۔ اور بصورت دیگر کر سکتے ہوں۔ اور نہ کریں تو گناہ میں بھی برابر کے حصہ دار ہونگے ہماری درخواست ہے۔ کہ حکومت و حکام اپنی پہلی فرصت میں ادھر توجہ کریں

گم شدہ کی تلاش

میری دو بہنیں مسات حشمت اور بشیراں ۱۹۴۷ء فساد میں گم ہوگئی تھیں میرے والد صاحبؒ عالم اور ہمارے گاؤں کی مسجد میں خطیب بھی تھے۔ گھر کے تمام افراد قتل کر دئے گئے۔ صرف میں اور میری مذکورہ بالا دونوں بہنیں زندہ بچیں تھیں۔ میں نے اپنی ان دونوں بہنوں کو اپنے گاؤں ہڈیانہ جو کہ ریاست پٹیالہ میں واقع ہے۔ جاکر تلاش کیا۔ لیکن وہاں اور وہاں اس کے قرب جوار میں کوئی پتہ نہ چلا۔ البتہ بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کسی طرح وہ پاکستان چلی گئی تھیں۔ میری انتہائی خواہش ہے کہ کس طرح بھی ان سے ملاقات کروں اس لئے میرے اس اعلان کو پڑھنے والے کسی صاحب کو ان کے متعلق معلوم ہو۔ تو وہ پتہ ذیل پر مجھے مطلع کریں۔ میں اُن کا بہت ممنون ہوں گا۔

بشیر احمد معرفت حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ صاحب قیصر ایڈیٹر رسالہ دارالعلوم دیوبند (بھارت)

بقیہ بے مثل معجزہ یعنی اسراء (معراج)

صلا سے آگے

انصاری صحابی ہیں اُن کی روایت معراج میں ہے:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثھم (بخاری کتاب المعراج)

ترجمہ:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے (صحابہ سے) یہ واقعہ بیان فرمایا۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ انصارؓ و مہاجرینؓ نے ترجمان وحی کی لسان اطہر سے واقعہ معراج مفصل سنا نہ یہ کہ بعض (مہاجرینؓ) نے آپ سے سنا اور دوسروں (انصارؓ) نے مہاجرین سے سن لیا اور اسی پر اکتفا کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مہر تصدیق ثبت نہ کروائی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ صلا بچوں کا صفحہ

حضرت عمرؓ کا ایمان لانا

اور دولت ایمان سے مالا مال ہو کر گئے۔ اللہ کا دین ہے جسے چاہے عطا کرے۔ دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل اور حضرت عمرؓ کے بارے میں دعا کی تھی کہ خدایا ان میں سے کسی ایک کو مسلمان کر دے۔ کیونکہ یہ بہت طاقتور تھے چنانچہ وہ دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی۔ یہ دعا محض دین کی تبلیغ کے لئے تھی۔ اپنی ذات کے لئے نہیں۔ مگر افسوس کہ آج مسلمانوں نے تبلیغی فرائض فراموش کر دئے ہیں۔

بچوں کا صفحہ

حضرت عمرؓ کا ایمان لانا

جناب حافظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور

ایک دفعہ ابوجہل نے قریش کو اکٹھا کر کے کہا کہ جو کوئی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرے گا میں اُسے ایک "سو سرخ اونٹ" اور ایک ہزار اوقیہ چاندی انعام دوں گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ تیار ہو گئے۔ اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر چل پڑے۔ کہ میں ابھی شمع مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بجھا کر آتا ہوں۔ راستہ میں ان کی ملاقات نعیم بن مسعود سے ہوئی۔ اس نے پوچھا۔ "عمر کہاں جا رہے ہو؟" کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ غصے میں آ کر ادھر کو چل پڑے۔ اس وقت حضرت خبابؓ انہیں قرآن پڑھا رہے تھے اور دروازہ اندر سے بند تھا حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ

دُعا

الٰہی ہم میں پھر صدیقؓ سا ایمان پیدا کر
عمرؓ فاروقؓ سا کوئی جری انسان پیدا کر
رگِ تحریف کٹ جائے دمِ عثمانؓ پیدا کر
علی مرتضیٰؓ شیرِ خدا کی آن پیدا کر
مسلمانوں میں دورِ اولیں کی شان پیدا کر
مرے مولا دلوں میں جذبۂ ایمان پیدا کر

(اثر زبیری)

کی بہن نے خبابؓ کو چھپا دیا۔ حضرت عمرؓ نے لکڑی اٹھا کر اپنے بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ بہن نے چھڑانے کی کوشش کی تو اسے بھی مارا اور دونوں کو زخمی کر دیا۔ بہن نے کہا۔ "ہم نے تو حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق پہن لیا ہے اور اب وہ اُتر نہیں سکتا۔ آپ ذرا سنیں تو سہی ہم کیا پڑھ رہے ہیں۔" بہن کے استقلال پر حضرت عمرؓ کا دل پسیج گیا اور کہا سنائیے۔ چنانچہ سورہ "طٰہٰ" کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائی گئیں۔ چونکہ حضرت عمرؓ عربی دان تھے ان کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ کہنے لگے "کیا پاکیزہ کلام ہے؟ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ چنانچہ آپ نے شمشیر نیام میں ڈال لی اور آستانۂ رحمت پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دروازہ کھولا۔ اور فرمایا "کیسے آئے — عمرؓ کب تک دشمن رہو گے؟" عرض کی۔ "غلام ہونے آیا ہوں" — بس کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ آپ کے قبولِ اسلام سے مسلمانوں کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ اور پہلی بار کعبہ میں اعلانیہ طور پر اذان اور نماز ادا کی گئی۔

وہی عمرؓ جو سر لینے آئے تھے سر دے کر اور دولتِ (باقی صٓ ۱۸ پر)

خدام الدین - لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور ... پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا